عمل کرو، عمل کرو، عمل کرو مگر سب کچھ کرنے کے بعد بھی یہی سمجھو کہ ہم نے کچھ نہیں کیا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍دسمبر ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ تقویٰ کی سب راہوں کو اختیار کریں تا جہنم کا کوئی دروازہ بھی کھلا نہ رہے۔

☆ رمضان کے مہینے میں آسمانی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

☆ خدا تعالیٰ کی رحمت کا ایک دروازہ ’’وقف جدید‘‘ بھی ہے۔

☆ وقف جدید معلمین کلاس کے لئے کم از کم ایک سَو آدمی بھجوائیں۔

☆ خدا کرے کہ نیا سال ہمارے لئے لیلۃ القدر لانے کا موجب بنے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیات

نَبِّیءْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُo وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَالْعَذَابُ الْاَلِیْمُo (الحجر: ۵۰، ۵۱)

پڑھیں۔ پھر فرمایا۔

ان دو مختصر آیات قرآنی سے قبل اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ میری طرف آنے کا یہی ایک سیدھا راستہ یہی ایک صراط مستقیم ہے یعنی وہ راستہ جسے اسلامی شریعت دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ جسے قرآن کریم کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے اور جو شریعت تا قیامت دنیا میں رکھی جائے گی اور اس کی حفاظت کی جائے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ فرمایا کہ جو لوگ حقیقتاً میرے بندے ہیں۔ ان پر شیطان کا کسی قسم کا کوئی تسلط نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ میری پناہ میں ہیں۔ میں انہیں شیطان سے دور رکھتا ہوں اور نیکیوں کی انہیں توفیق عطا کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی انسان کو آزادی ضمیر بھی عطا کی گئی ہے۔ اس لئے وہ جو میری بندگی سے باہر نکلنا چاہیں وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اور ایسے گمراہ لوگوں پر ہی شیطان اپنا تسلط جماتا ہے۔ فرمایا کہ وہ لوگ جو اپنی مرضی سے صداقت اور ہدایت کی راہوں کو چھوڑ کر گمراہی اور ضلالت کی راہوں کو جو جہنم کی طرف لے جانے والی ہیں اختیار کریں گے تو وہ جہنم میں ہی گریں گے۔ وہ جہنم جسے خدا کے غضب اور قہر نے بھڑکایا ہے۔ اسی جہنم سے قرآن کریم کے ذریعہ لوگوں کو ڈرایا جاتا ہے اوّل انہیں بتایا جاتا ہے کہ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ۔ (البروج: ۱۳) جب خدا کسی پر اس کی غفلت، کوتاہی، یا گناہ یا ظلم کی وجہ سے گرفت کرتا ہے۔ تو خدا کی وہ گرفت بڑی ہی سخت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے انہیں خدا سے ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی کے دن گزارنے چاہئیں اور انہیں چاہئے کہ تقویٰ کی سب راہوں کو اختیار کریں تا جہنم

کا کوئی دروازہ بھی ان کے لئے کھلا نہ رہے۔جہنم کے سب دروازے ان کے لئے بند ہو جائیں۔اس لئے کہ تقویٰ کی سب راہوں کو انہوں اختیار کیا تھا۔

پھر فرمایا کہ جو لوگ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔انہیں جان لینا چاہئے کہ تقویٰ کی یہ راہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے باغوں اور اس کی رحمت کے چشموں تک لے جاتی ہیں۔جہاں وہ بے خوف وخطر سلامتی کی فضا میں سانس لیں گے۔ان کے سینوں میں سے سب کینے نکال باہر پھینکے جائیں گے اور ان کو مقامات رفعت اور مقامات قرب، اخوت کا باعث بنیں گے۔باہمی جھگڑے اور فساد کا باعث نہیں بنیں گے۔ان مقامات رفعت اور ان مقامات قرب میں مزید رفعتوں کے حصول کے لئے ان کی جو بھی جدوجہد ہوگی (وہ ایک عظیم جدوجہد ہوگی) انہیں تھکائے گی نہیں بلکہ مزید روحانی سرور کے حصول کا ذریعہ ان کیلئے بنے گی۔

اس مضمون کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نَبِّیءْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔میرے بندوں کو کھول کر یہ بات بتادو کہ میری صفات میں سے دو صفات یہ بھی ہیں کہ میں غفور بھی ہوں اور میں رحیم بھی ہوں اگر وہ میری طرف رجوع کریں گے اگر وہ میری طرف آئیں گے اگر وہ میری طرف جھکیں گے اگر وہ توبہ کی راہوں کو اختیار کریں گے اگر وہ استغفار کو اپنا شعار بنائیں گے۔اگر وہ مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو اپنی تمام کوتاہیوں کے نتیجہ میں اور غفلتوں کے نتیجہ میں اور گناہوں کے نتیجہ میں وہ جس سزا کے مستحق اور سزاوار بنے تھے میں اس سزا سے انہیں محفوظ کرلوں گا اور بچالوں گا اور انہیں اپنی حفاظت میں لے لوں گا کیونکہ میں خدائے غفور ہوں نیز میری رضا کے حصول کے لئے اگر وہ جدوجہد کریں گے۔میرے بتائے ہوئے راستوں پر اگر وہ اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ چلیں گے۔اگر ان کے دلوں میں اور ان کی روحوں میں مجھ سے ملنے اور میرا قرب حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوگی اور اگر اس کے لئے وہ اعمال صالحہ بجالائیں گے۔اس کے لئے وہ قربانیاں دیں گے۔اس کے لئے وہ اخلاص کا نمونہ میرے اور دنیا کے سامنے پیش کریں گے تو انہیں تم یہ بھی بتادو کہ میں خدائے رحیم ہوں۔میں بار بار رحم کرنے والا خدا ہوں اور نیک اعمال کی بہتر اور احسن جزا دینے والا خدا ہوں۔

لیکن اس کے ساتھ میرے بندوں کو تم یہ بھی بتادو۔اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ۔اگر کوئی عذاب، عذاب کہلانے کا مستحق ہے۔اگر کوئی عذاب اس بات کا مستحق ہے کہ کہا جائے کہ یہ بڑا دکھ دینے

والا، بڑا تکلیف دینے والا، زندگی سے بیزار کردینے والا، موت کی خواہش دلوں میں پیدا کردینے والا یہ عذاب ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے قہر کا ہی عذاب ہے۔ یہ ایسا عذاب ہے کہ جن پر وارد ہوتا ہے وہ نہ زندوں میں شمار کئے جاسکتے ہیں کیونکہ حقیقی زندگی کی کوئی رمق ان کے اندر باقی نہیں چھوڑتا اور نہ وہ مردوں کے اندر شمار کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اس عذاب کے چکھنے کے لئے خدا کی طرف سے انہیں زندہ رکھا جاتا ہے ورنہ ان کے دل تو یہی چاہتے ہیں کہ اس عذاب سے نجات اور چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ان پر موت وارد ہوجائے مگر خدا کہتا ہے کہ نہیں۔ مرو نہیں بلکہ میرے عذاب کو چکھو۔

تو فرمایا کہ میرے بندوں کو یہ بھی بتا دو اور کھول کر بتا دو کہ میرا عذاب بھی بڑا سخت عذاب، بڑا دکھ دینے والا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے اس مہینہ میں اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کے دروازے کھولے ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں آسمانی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمانی غضب اور آسمانی ناراضگیوں اور آسمانی لعنتوں کے دروازے بھیڑ دیئے جاتے ہیں۔ اگر خدا کے بندے خدا کی خاطر خدا کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کریں تو وہ ہنسی خوشی بشاشت کے ساتھ چھلانگیں لگاتے ہوئے خدا کی جنت میں داخل ہوسکتے ہیں لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں اور خود اپنے ہاتھوں سے جہنم کے ان دروازوں کو کھولیں جن کو خدا تعالیٰ نے بھیڑ دیا تھا تو پھر ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ مغفرت اور رحمت کی بجائے خدا کی لعنت کو اختیار کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف بھوکا رہنے سے خدا خوش نہیں ہوتا نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف راتوں کو جاگنے سے صرف قیام لیل یا احیاء لیل سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ بہت سے وہ بھی ہیں جو بھوکے رہتے ہیں مگر روزے کا ثواب حاصل نہیں کرسکتے۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو راتوں کو جاگتے ہیں مگر ان پر ملائکہ کا نزول نہیں ہوتا۔ جو نزول ان بندوں پر ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ، فروتنی اور عاجزی کے ساتھ راتوں کو جاگ کر اس کے حضور جھک کر اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور سب کچھ کرنے کے بعد بھی اسے وہ یہی کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم تہی دست ہیں کیونکہ جو کچھ ہم تیرے سامنے پیش کررہے ہیں اس کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے کہ

اس کے اندر کوئی ایسا کیڑا تو نہیں جو تیری ناراضگی کا موجب ہو۔ پس بجائے اس کے ہم یہ کہیں کہ ہم تیرے حضور اپنے اس عمل کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ ہم آج تجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جو کچھ پیش کر رہے ہیں اسے نظر انداز کر دے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہمیں اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ ہمیں نہ کسی عمل کا دعویٰ نہ ہم اس کا انعام تجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ دعویٰ ضرور کرتے ہیں کہ تو نے اپنی ذات کو غفور بھی کہا ہے اور رحیم بھی کہا ہے۔ پس تجھے تیرے غفور ہونے کا واسطہ، تجھے تیرے رحیم ہونے کا واسطہ، ہمیں اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے چھپا لے اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز کہ اگر تو ہمیں محض اپنے فضل سے اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے، اگر تو اپنی صفت رحیم کو جوش میں لا کر ہم پر اپنی رحمت کا سایہ کر دے تو یہ ناقص عمل ہم نے کیا کرنے ہیں؟ اور ان کا ہمیں کیا فائدہ؟ ؟ عمل تو ہم نے اس لئے کئے تھے کہ ہم تیری خوشنودگی، تیری رضا کو حاصل کرلیں۔ جب تیری مغفرت کے ذریعہ، جب تیری رحمت کے ذریعہ وہ ہمیں مل گئی تو ہم یہ کیوں کہیں؟ کہ اے خدا! ہم نے کچھ نیک کام کئے تھے ان کی جزا ہمیں دے۔

اس کے ساتھ ہی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں اعمال صالحہ بجالانے سے گریز کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں بغیر کسی عمل کے اس کی خوشنودی کو حاصل کرلوں گا وہ بھی غلطی پر ہے وہ بھی خدا کو ناراض کرنے والا ہے۔

تو درمیانہ راستہ جو نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ اعمال میں کوتاہی نہ کرو اور نیک اعمال بجالانے میں غفلت نہ برتو جس حد تک ممکن ہو سکے دن اور رات اعمال صالحہ بجالاتے ہوئے اپنی زندگی کی گھڑیوں کو گزارو لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نہ سمجھو کہ تم اپنے عمل کے نتیجہ میں کچھ بن گئے۔ یا تمہارے عمل کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ تم سے خوش ہو جائے گا اور راضی ہو جائے گا کیونکہ تم نہیں کہہ سکتے کہ تمہارے اعمال میں ریاء کے، تمہارے اعمال میں تکبر کے، تمہارے اعمال میں خودنمائی اور خود پسندی کے، تمہارے اعمال میں دوسروں کے لئے حقارت کے ایسے جراثیم نہیں پائے جاتے جو خدا کو ناراض کر دیتے ہیں۔

پس عمل کرو، عمل کرو اور عمل کرو لیکن سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھو کہ تم خالی ہاتھ اور تہی دست ہو۔ جب تک خدا کی مغفرت جب تک خدا کی رحمت تمہیں حاصل نہ ہو تم خدا کے قہر اور اس کے غضب اور اس

کی لعنت سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

تو میں آج اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ اے میرے پیارے بھائیو!!! یہ مہینہ رحمتوں کے لٹانے کا ہے خدا آسمان سے زمین پر اس لئے آیا ہے کہ اس کے بندے اس کے سامنے جھولیاں پھیلائیں اور اس کی رحمت کو اس کی مغفرت کو، اس کے فضلوں کو، اس کی برکتوں کو اور اس کی رضا کو پائیں۔ اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ اس کے نور سے اپنے سینہ و دل کو منور کریں۔

پس اس مہینہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھاؤ۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی جتنی رضا تم پا سکتے ہو۔ اس کے پانے کی کوشش کرو۔ اپنے دنوں کو بھی اپنی راتوں کو بھی ایسے دن اور ایسی راتیں بناؤ کہ جو دن اور جو راتیں تمہارے خدا کو محبوب بن جائیں۔ پھر عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہو کہ اے خدا۔ ان کاموں کی ہمیں توفیق دے جن کے نتیجہ میں تو خوش ہو جائے۔ اور ان کاموں سے ہمیں بچا جن کاموں کے نتیجہ میں تو ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان تیرے در کا کتا ہے۔ تو خود اس کو زنجیر ڈال کہ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے کہ اپنی طاقت اور اپنے زور کے ساتھ ہم اس کے حملوں سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے رحمت کا ایک دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے۔ وہ وقف جدید کا دروازہ ہے۔ اس نظام کے ذریعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کر دیا وقف جدید کا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ آج ۳۰؍دسمبر ہے کل کا ایک دن بیچ میں رہ گیا ہے اس طرح نیا سال پرسوں شروع ہوگا۔ ہر نیا سال جو چڑھتا ہے وہ کچھ نئی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے اور کچھ نئی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے، یا قربانیوں میں کچھ زیادتی کا مطالب کرتا ہے اور اس کے مقابلہ میں خدا کی نئی رحمتوں کے دروازے بھی وہ کھولتا ہے۔

ہر تحریک جو اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ میں جاری کی گئی ہے وہ اس آیت کے ماتحت جاری کی گئی ہے۔ نَبِّیٔ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ کہ کسی طرح افراد جماعت اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رحمت کو حاصل کرنے والی بنیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ اپنی طرف سے زیادہ سے زیادہ جدوجہد یا اجتہاد یا مجاہدہ ہم کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں اور پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ایک مومن بندہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو

تہی دست پاتا اور تہی دست سمجھتا اور یقین رکھتا ہے۔ ’’وقف جدید‘‘ کی تنظیم جماعت کی تربیت کے لئے بڑی اہم تنظیم ہے۔ اس کی اہمیت کو پوری طرح ابھی تک جماعت نے نہیں سمجھا کیونکہ اگر وہ سمجھتے تو اس سے وہ بے اعتنائی نہ برتتے جو آج برت رہے ہیں۔ وقف جدید کو جاری ہوئے ۸، ۹ سال گذر چکے ہیں۔ اور ابھی تک اس کا چندہ ڈیڑھ لاکھ تک بھی نہیں پہنچا۔ حالانکہ تربیت کے جو کام اس تنظیم کے سپرد کئے گئے ہیں۔ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کاموں کے کرنے کے لئے ڈیڑھ لاکھ تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ پھر اس کے لئے جس تعداد میں واقفین آئے ہیں وہ تعداد بھی (جیسا کہ میں نے پہلے بھی اپنے ایک خطبہ میں بتایا تھا) ناکافی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آئندہ سال جماعت کو یہ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ وہ کم از کم ایک سَو واقف وقف جدید کے انتظام میں پیش کرے۔ مجھے بتایا گیا ہے اور اخبار الفضل میں بھی بعض نوٹ چھپے ہیں کہ ابھی تک بہت کم نوجوانوں نے یا جوان دل ادھیڑ عمر کے احمدیوں نے اس کلاس کے لئے وقف جدید میں نام پیش کئے ہیں۔ جو یکم جنوری سے یا جنوری کے پہلے ہفتہ میں شروع ہو رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرف متوجہ کرنے کے لئے وقف جدید کی تنظیم بڑی اہم ہے اور اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور جماعت کو بھی متوجہ کرنا چاہئے۔ میرے دل میں یہ القا کیا کہ میں وقف عارضی کی تحریک جاری کروں کیونکہ وقف عارضی کے جو اچھے اور خوشکن نتائج نکل رہے ہیں اور جو فوائد ہم اس سے حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ جو ہمیں وقف عارضی سے حاصل ہوا۔ وہ یہ ہے کہ جو رپورٹیں سینکڑوں جماعتوں میں وقف عارضی کے واقفین نے کام کرنے کے بعد ہمیں دیں ان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جماعتوں میں وقف جدید کے معلمین کی اشد ضرورت ہے۔

تو جو چیز چھپی ہوئی تھی اور وقف جدید کی جو اہمیت ہماری نظروں سے اوجھل تھی وہ وقف عارضی کے واقفین کی رپورٹوں سے ہماری آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اور ہم میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے کہ ہم نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وقف جدید کے مطالبات پورا کرنے میں اتنی کوشش اور محنت نہیں کی جتنی ہمیں کرنی چاہئے تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو مقصد وقف جدید کے قیام کا تھا وہ پوری طرح حاصل نہیں کیا جا سکا۔

پس ایک تو آج میں وقف جدید کے سال نو کا اعلان کرتا ہوں اور دوسرے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس

اعلان کا یہ مطلب نہیں کہ بس میں نے ایک آواز اٹھائی اور وہ آواز اخبار میں چھپ گئی۔ لوگ خاموش ہو گئے اور سو گئے۔ بلکہ سال نو کے اعلان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ نیا سال آ رہا ہے۔ مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے نئی ذمہ داریوں اور نئی قربانیوں کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے لا سکتے ہیں اور ان میں سے ایک ذمہ داری وقف جدید کی ہے۔ اس ذمہ داری کو اپنے سامنے رکھیں جتنے روپے کی ہمیں ضرورت ہے وہ مہیا کریں اور بطور معلمین جتنے آدمیوں کی ہمیں ضرورت ہے ہمیں دیں اور مخلص واقف دیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت رکھنے والے اور اس کی خاطر تکالیف برداشت کرنے والے، اس کے عشق میں سرشار ہو کر اس کے نام کو بلند کرنے والے، مسیح موعود علیہ السلام پر حقیقی ایمان لانے کے بعد اور آپؑ کے مقام کو پوری طرح سمجھنے کے بعد جو ایک احمدی کے دل میں ایک تڑپ پیدا ہونی چاہئے کہ تمام احمدی اس روحانی مقام تک پہنچیں جس مقام تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں لے جانا چاہتے تھے۔ اس تڑپ والے واقفین ہمیں وقف جدید میں چاہئیں۔

تو ایک تو وقف جدید کے چندوں کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسرے وقف جدید کے لئے جتنے اور جس قسم کے احمدیوں کی ضرورت ہے۔ بطور معلم کے وہ آدمی اتنی تعداد میں مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ ہماری جماعت میں سے سو آدمی کا مہیا ہو جانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ بشرطیکہ ہم اس طرف توجہ کریں۔ بعض جماعتوں کے عہدیداروں نے جیسا کہ رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے جماعتوں کو بتایا ہی نہیں کہ مرکز سے کیا آواز اٹھ رہی ہے، کیا مطالبہ ہو رہا ہے اور کیا ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں۔ اور اس کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ کی کس قدر اور کس شان کے ساتھ رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ ایسی جماعت کے دوست نیم بیہوشی کی سی حالت میں یہ سمجھتے ہیں (ایمان تو ہے۔ ایمان کی چنگاری تو سلگ رہی ہے) کہ ہم اسی طرف چل رہے ہیں جس طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام چلانا چاہتے تھے۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اس رفتار سے نہیں چل رہے جس رفتار سے مسیح موعود علیہ السلام ہمیں چلانا چاہتے تھے۔ نہ اس بشاشت کے ساتھ ان راہوں پر چل رہے ہیں۔ نہ اتنے اخلاص کے ساتھ ان راہوں پر چل رہے ہیں۔ نہ اتنی قربانیوں کے ساتھ ان راہوں پر چل رہے ہیں جس بشاشت جس اخلاص اور جن قربانیوں کا ہمارا بیعت کا عہد ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔

پس چست ہونے کی ضرورت ہے اخلاص میں برتر ہونے کی ضرورت ہے۔ قربانیوں میں تیز تر

ہونے کی ضرورت ہے۔ جس مقصد کے لئے ہمیں قائم کیا گیا اور زندہ کیا گیا اور منظّم کیا گیا ہے اس مقصد کے قریب تر ہونے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق عطا کرے۔ نَبِّیْٔ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ میں جس بشارت کی طرف ہمیں متوجہ کیا گیا ہے۔ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ میں جس شدید عذاب سے بچنے کے لئے ہمیں تلقین کی گئی ہے۔ اس کے پیش نظر میری توجہ اس طرف بھی پھری کہ یہ سال وہ ہے کہ جو رمضان کے مہینہ میں ختم ہو رہا ہے اور رمضان کے مہینہ سے ہی نیا سال شروع ہو رہا ہے تو اس میں شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ تمہاری قربانیوں کا زمانہ، خدا کے لئے، خدا کی خاطر بھوکے رہنے کا زمانہ، خدا کی رضا کی خاطر راتوں کے آرام کو قربان کرنے کا زمانہ مسلسل چلنے والا ہے کہ ایک سال انہی قربانیوں پر ختم ہو رہا ہے اور دوسرا سال انہی قربانیوں سے شروع ہو رہا ہے لیکن اس میں خوشی کی بات یہ ہے کہ جن قربانیوں سے ہمارا سال شروع ہو رہا ہے یہ وہ قربانیاں ہیں جن میں رمضان کا آخری عشرہ بھی ہے جس میں لیلۃ القدر پائی جاتی ہے۔

تو خدا کرے کہ نیا سال جو ہم پہ چڑھ رہا ہے وہ ہمارے لئے لیلۃ القدر لانے کا موجب بھی بنے۔ ایسے وہ وعدے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہمیں دیئے گئے۔ (غلبہ اسلام کے وعدے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں پیدا ہو جانے کے وعدے اور توحید خالص کے قیام کے وعدے) ان وعدوں کے پورا ہونے کا ان وعدوں کے متعلق قضاء وقدر کے نزول کا زمانہ، خدا کرے، اس نئے سال سے شروع ہو جائے اور خدا کرے کہ اتنی عظیم بشارتوں کے نتیجہ میں جو ہم ذمہ داریاں خدا کے نیک بندوں پر عائد ہوتی ہیں۔ وہ ہمیں محض اپنے فضل اور رحم سے توفیق دے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو نباہنے والے ہوں اور فرشتے تمام عالمین میں یک زبان ہو کر اس صدا کو بلند کریں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت ہے جن پر خدا تعالیٰ کی ابدی شریعت کی یہ آیت پوری ہوتی ہے نَبِّیْٔ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اور خدا کی مغفرت اور خدا کی رحمت کے یہ لوگ وارث ہوئے ہیں۔

خدا کرے کہ خدا کے فضل سے ایسا ہو ورنہ ہم انفرادی طور پر اور جماعتی لحاظ سے بھی بڑے کمزور ہیں۔ ہم جب اپنے ربّ کے حضور جھکتے ہیں تو شرمندگی کے آنسوؤں سے ہمارے دامن تر ہوتے ہیں اور

ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی راہ میں جو ہمیں کرنا چاہئے تھا وہ ہم نے نہیں کیا اور تہی دست ہی خدا کے سامنے پیش ہو رہے ہیں۔ دعائیں کرتے ہوئے کہ اے خدا! ہم کمزور ہی سہی مگر تیری صفات تو کمزور نہیں۔ تو تمام قدرتوں والا تمام طاقتوں والا تو ہر قسم کی رحمتوں والا ہے، تمام رحمتوں اور برکات کا سرچشمہ اور منبع تو ہے۔ ہم بنجر زمین ہی سہی مگر جس بنجر زمین پر تیری رحمتوں کے چشمے بہیں گے وہ یقیناً یقیناً جنت کے باغات بن جائیں گے۔

پس اے خدا! اپنی رحمت کے چشموں سے ہماری بنجر زمین کو سیراب کر۔ اے خدا! ہمارے ذریعہ سے ان وعدوں کو پورا کر جو تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیئے تھے۔ اے خدا ہمیں یہ توفیق عطا کر کہ ہم ان قربانیوں کو تیرے حضور پیش کریں جو تو اپنی اس جماعت سے چاہتا ہے۔ اور اے خدا! ہماری زندگیوں میں وہ دن لا جب ہم یہ دیکھیں کہ تیری توحید دنیا میں قائم ہو چکی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے اسلام نے تمام ادیان باطلہ کو شکست دے دی ہے۔ اے خدا! تیرے نور سے یہ دنیا بھر جائے اور تیری نورانی تجلی سے ہمارے سینے منور ہو جائیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴؍جنوری ۱۹۶۷ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆